الحمد للہ

کہ

ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ہجری

[illegible] اکتوبر ۳۴ء

رسالۂ جدیدہ

حضرت امیر المومنینؑ

کے بارے میں

عیسائی محققین کی رائیں

مرتبہ

خادم ثقلین سید اختر حسین عفی عنہ

دوسری مرتبہ

ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ہجری

مطبع اصلاح کجھوا (صوبہ بہار) میں چھپا

مطبع اصلاح کھجوا

خدا کے فضل وکرم سے یہ مطبع ۳۹ سال سے طبع واشاعت کا بہت شاندار کام انجام دے رہا ہے اب بفضلہ تعالےٰ اس میں ولایت سے ایک اعلےٰ درجہ کی مشین بھی منگائی گئی ہے جس پر ہر قسم کا بہت شاندار اور بہت عمدہ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ ہندی۔ ناگری۔ انگریزی لیتھو کا کام بہت کفایت شعاری صحت اور پابندیٔ وقت سے انجام دیا جاتا ہے۔ آپ حضرات کا فرض ہے کہ اس مطبع کو ترقی دیں۔ اور ہر قسم کی ذاتی کتابیں۔ رسالے۔ اشتہارات۔ رقعے۔ نوید۔ رسید بہیاں یہاں چھپنے کو بھیجیں۔ نیز کچہریوں دفتروں کے کل کاغذات بھجوائیں۔ اسکولوں کے نقشے فارم۔ سوالات کے پرچے۔ کاپیاں خاص اہتمام سے چھپتی اور نہایت رازداری سے فرمائش دینے والوں تک پہونچادی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ ضرور تجربہ کریں۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ دہلی۔ لاہور ایسی چھپائی نہ ہو یا اس سے زیادہ چارج ہو تو آپ کام واپس لے لیں۔

المشتہر

منیجر:- اصلاح کھجوا۔ (صوبہ بہار)

دفتر اصلاح کی کتابیں

خدا کے فضل سے دفتر اصلاح نے مذہب شیعہ کی حقیت ثابت کرنے کی بہت کثرت سے کتابیں چھپوا کر شایع کیں۔ ان میں سے بہت تو ختم ہو گئیں۔ صرف بعض کتابوں کے چند نسخے باقی رہ گئے ہیں ان کی مختصر فہرست اس رسالہ کے بعض صفحات میں نیچے دی گئی ہے۔ جن صاحب کو جو کتاب پسند ہو جلد دفتر اصلاح کھجوا سے طلب کریں کہ بہت کم نسخے باقی ہیں۔ بلکہ بعض کتابوں کا تو شاید دو ایک نسخہ رہ گیا ہے مذہبی تحقیق اور حقیت شیعہ کی ایسی زبردست کتابیں شاید ہی دوسری جگہ ملیں۔

المشتہر

منیجر:- اصلاح کھجوا۔ ضلع سارن۔

مجوزہ دائرۃ تحقیق کھجوا (صوبہ بہار)

جناب مکرم و محترم دام مجدکم

تسلیم ۔ التماس ہے کہ آپ رسالہ الشمس کے قدیم خریدار ہیں اور ملاحظہ فرماتے ہیں کہ آپ کے مذہب کی کسقدر ضروری مفید اور محققانہ کتابیں یہ ہر سال شایع کرتا رہتا ہے چنانچہ جواب شرر کامل اضافہ کے ساتھ شائع کی ۔ اسکے بعد کتاب تصویر عزا شائع کی ۔ پھر سال گذشتہ رسالہ تقیہ کا اردو ترجمہ اور کتاب آلوئی اور کتاب کشف الظلام شائع کرکے آپ حضرات تک پہونچا دی اب خدا کے فضل و کرم سے اس سال ۵۴ھ میں اس رسالہ کے ساتھ اور زیادہ مفید اور ضروری کتابیں شائع ہو رہی ہیں ۔ حضرات اہلسنت شیعوں پر جو اعتراضات کرتے رہتے ہیں ان میں یہ بھی ہیں (۱) شیعہ نماز ہاتھ کھول کر کیوں پڑھتے ہیں اور اسکی کیا دلیل ہے کہ خدا اور رسول نے اسطرح نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے (۲) شیعہ اذان میں حی علی خیر العمل کیوں کہتے ہیں ۔ خدا و رسولؐ نے کب ایسی اذان کی تعلیم دی ہے ۔ (۳) شیعہ اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کیوں نہیں کہتے ۔ (۴) شیعہ اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ و وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کیوں کہتے ہیں ۔ کب رسول نے اسکو جزو اذان قرار دیا (۵) شیعوں کے ہاں وطی فی الدبر جائز ہے جو خلاف فطرت فعل ہے ۔ (۶) شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا کو بدا ہوا خود ان کے اماموں نے کہا ہے کہ خدا کو بدا ہوا اس سے خدا کا جاہل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ خدا کو پہلے جو بات معلوم نہیں تھی وہ بعد کو معلوم ہو گئی ۔ ان کل اعتراضات کے بہت مفصل جوابات نہایت تحقیق و جامعیت سے جناب مولانا السید راحت حسین صاحب قبلہ گوپالپوری دام برکاتہ نے اپنے لاجواب رسالوں میں دیا ہے وہ کل رسالے اس سال محرم ۵۴ھ سے رسالہ الشمس کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں ۔ انصاف یہ ہے کہ یہ رسالے علمی و دینی تحقیقات کے مکمل ذخیرہ ہیں اسی وجہ سے دائرۃ تحقیق کھجوا نے انکو حاصل کرکے مومنین تک پہونچانے کی کوشش شروع کردی ہے اور اس غرض کے لئے اس دائرہ کے اصول اور زیادہ شاندار مقرر کئے گئے ہیں مثلاً جو حضرات دائرۃ تحقیق کھجوا کو سو روپیہ سالانہ

مرحمت فرمائیں گے وہ اسکے سرپرست ہونگے۔ جو حضرات دس روپیہ سالانہ عنایت فرمائینگے وہ
اس کے رکن قرار پائینگے اور جو حضرات صرف عہ سالانہ عطا کرینگے وہ اسکے عام ممبر سمجھے جائیں گے
ان کل حضرات کو دائرۂ تحقیق کی کل کتابیں مفت روانہ ہوتی رہینگی۔ اس سال رسالۂ الشمس کے
ساتھ مذکورۂ بالا رسالوں کے علاوہ رسالہ شیخ عبدالقادر جیلانی بھی شایع کیا جائیگا جس میں
ممدوح کے مفصل حالات اور ان کے سید نہ ہونے کی مفصل تحقیق ہے۔ اور مشہور علامہ اہلسنت
مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی مرحوم کا بہت مقبول و مفید رسالہ غم حسین بھی شایع
کیا جائے گا جس میں ممدوح نے بہت تفصیل سے اسکو ثابت کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی
مصیبت پر غم کرنا مسلمانوں کا فرض ہے اور پیشوایان دین برابر اس میں غم کرتے رہے۔ غرض
اس سال رسالہ الشمس کے ہمراہ جو کتابیں شائع ہو رہی ہیں وہ اس قابل ہیں کہ مومنین ہاتھوں
ہاتھ لیں۔ بلکہ دس دس بیس بیس نسخے خرید کر مسلمانوں میں مفت تقسیم کریں تاکہ مذہب
حق کی تبلیغ کا ضروری فرض بوجہ احسن انجام پائے۔ ان رسالوں کے شائع کرنے کے بعد
رسالۂ الشمس ہی کے ساتھ بہت محققانہ مفصل اور جامع اردو تفسیر قرآن مجید بھی شایع کیجائیگی
جو نہایت عظیم الشان علمی اور دینی کارنامہ ہوگی۔ چونکہ آپ کا چندہ الشمس سالی رواں ۵۶-۱۳۵۵ھ
کا اب تک نہیں آیا اور قوی امید ہے کہ آپ اس سال بھی اسکے خریدار رہ کر مذکورۂ بالا کتابیں
ضرور حاصل کرینگے اسوجہ سے محرم ۱۳۵۶ھ کا الشمس جسمیں پورا رسالہ البسط الیدین شائع ہوگیا
ہے جسمیں پہلے چاروں اعتراضات کے مفصل اور محققانہ جوابات بہت تشفی بخش شایع ہوگئے ہیں
بذریعہ وی پی عہ۲/ حاضر ہے براہ کرم وصول فرما کر شکر گزار کریں تاکہ اسکے بعد رسالہ وطی فی الدبر
بھی فوراً حاضر ہو اور اسکے بعد رسالہ شیخ عبدالقادر جیلانی رسالۂ بدا اور دوسرے رسالے
حاضر ہوتے رہیں۔ اس سال بھی اس عہ میں انشاءاللہ آپ کو اس دائرہ سے ۵۰۰ صفحہ کی مفید
کتابیں ضرور حاضر کر دیجائیں گی۔ چونکہ تفسیر قرآن مجید شایع کرنے میں بہت زیادہ مصارف ہونگے لہذا
خاص التماس ہے کہ دوسرے مومنین کو بھی آپ اس دائرہ کا سرپرست یا رکن بنا کر دینی و علمی کتابوں کی
اشاعت کا مستقل سامان کردیں۔ والسلام۔

مدیر دائرۂ تحقیق کھجوا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو کہ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کی ذات وہ مبارک اور محترم ہستی ہے جسکی مدح میں علماء اسلام نے تو ہزاروں کتابیں لکھی ہیں۔ ایشیا۔ افریقہ اور یورپ کے محققین نے بھی اپنی کتابوں میں حضرت کے فضائل۔ کمالات۔ روحانیت۔ تبحر علمی اور سرداری دنیا ودین کے متعلق نہایت قیمتی اور قابل قدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اگر وہ سب ایک جگہ جمع کئے جائیں تو ضخیم مجلدات تیار ہو سکتی ہیں۔ بطور نمونہ چند رائیں اس مختصر رسالہ میں جمع کر کے شایع کیجاتی ہیں۔ خدا کرے دوسرے تعلیم یافتہ حضرات اس طرف بھی کافی توجہ فرما کر کوئی بڑا مجموعہ مرتب کرنے کی کوشش کریں۔ یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اصل عبارتوں کی معنویت اور خوبیاں ترجمہ میں نہیں آسکتی ہیں۔ بلکہ صرف ضروری مفہوم ادا ہو سکتا ہے اسلئے ضرورت ہے کہ ان اصلی عبارتوں کو جمع کر کے انگریزی زبان میں بھی شایع کیا جائے۔

اعمال عاشورہ و اربعین ان دونوں تاریخوں کے اعمال کا ثواب اور اثر بیحد و حساب ہے بشرطیکہ خوب صحیح پڑھے جائیں۔ کربلائے معلےٰ کے مجتہد اعظم جناب مولانا الشیخ زین العابدین علیہ الرحمہ کے فتاوے کے مطابق بہت جلی قلم سے خوب صحیح یہ اعمال چھاپے گئے ہیں کہ بچے اور عورتیں بھی آسانی سے صحیح پڑھ سکیں قیمت ۲؍

امتحان اہل قران و قول فصل فرقہ اہل قران نے جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے قران مجید سے دکھانا چاہا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا چاہئے۔ اسکے جواب میں یہ دونوں رسالے شایع کر کے ثابت کر دیا گیا

اور فی زمانناجو عیسائی حضرات اسلام قبول کر رہے ہیں ان تک پہونچایا جائے کہ وہ واقف ہوں خود انکے سابق مذہب والوں نے حضرت رسولخدا صلعم کے حقیقی خلیفہ بلافصل کو کن نظر دل سے دیکھا ہے۔

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانیکا کی رائے

"علیؑ" (محمدؐ صاحب کے خلفاء میں ترتیباً چوتھے خلیفہ) تقریباً ۶۰۰ء میں بمقام مکہ پیدا ہوئے انکے باپ ابوطالب پیغمبرؐ صاحب کے چچا تھے۔ محمدؐ صاحب نے علیؑ کو گود لیا یعنی متبنی کیا۔ اور اپنے ہی زیر تعلیم و تربیت رکھا تھا۔ علیؑ لڑکپن ہی میں اول وہ شخص تھے جنہوں نے پیغمبر صاحب کی غرض و غایت کی اعانت و نصرت بنا موری حاصل کی جسکے عوض میں پیغمبر صاحب نے علیؑ کو اپنا جانشین کیا اور چند سال کے بعد اپنی دختر فاطمہؑ کا عقد نکاح علیؑ کے ساتھ کر دیا۔

علیؑ نے اپنے تئیں ایک بہادر اور وفادار سپاہی ثابت کر دکھایا جب محمدؐ صاحب نے بلا کسی اولاد ذکور کے انتقال فرمایا تو علیؑ میں مذہب اسلام کے مسلم التبوت سردار ہونے کے حقوق معلوم ہوتے تھے لیکن تین دوسرے اصحاب ابوبکر عمر اور عثمان نے قبل ازیں بہر صورت جا خلافۃ پر قبضہ کر لیا اور علیؑ ملقب بخلیفہ نہ ہوے مگر بعد عثمان ۶۵۶ء میں سب سے پہلا کام علیؑ کے عہد خلافۃ میں طلحہ اور زبیر کی بغاوت کا فرو کرنا تھا جنہیں "بی بی" عائشہ نے بہکایا تھا علیؑ کی سخت دشمن تھیں اور خاص انہیں کی وجہ سے علیؑ اب تک خلیفہ نہ ہو سکے تھے۔

کہ قرآن مجید سے وضو میں پاؤں پر مسح ہی کرنا ثابت ہے۔ اس تحقیق سے یہ چیزیں لکھی گئیں ہیں کہ اہل قرآن کو بھی مان لینا پڑا قیمت ۳/

امرار شیعہ یہ رسالہ فرقہ شیعہ کے بہت سے بادشاہوں۔ وزیروں اور حاکموں کے تاریخی حالات اور قابل فخر کارناموں کا مرقع ہے۔ قیمت ۲/

آل و اصحاب اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرینؑ کے ساتھ صحابہ رسولؐ کا سلوک کیسا تھا۔ ان لوگوں نے امانت رسول سے کس درجہ بے رخی کی۔ واقعہ کربلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر انھوں نے ذرہ برابر ادھر توجہ نہیں کی حالانکہ اگر وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہیں ہوتے۔ نہایت مفید

علیؑ ایک بہادر شریف سخی اور سادہ یقین مند گروہ اور اُن سب میں لائق ترین اب فقط علیؑ ہی تھے جو کہ خود پیغمبر صاحب کی صحبت سے جوش مذہبی حاصل کر کے آخر عمر تک آنحضرتؐ کے سادہ شان کی پیروی کرتے رہے علی علم اور عقل میں مشہور تھے۔ اور اب تک کچھ مجموعہ ضرب الامثال اور اشعار کے اُن سے منسوب ہیں خصوصاً مقالات علی جس کا انگریزی ترجمہ ولیم یول نے ۱۸۳۲ء میں بمقام اڈنبرا شائع کرایا۔" (منقول از مہذب مکالمہ ص ۳۴)

(۲) مسٹر کارلائل کی رائے

مسٹر کارلائل صاحب فرماتے ہیں کہ "اگرچہ یہ مجمع جس میں علیؑ کا باپ ابوطالب بھی تھا محمدؐ کا دشمن تھا مگر تاہم سب لوگوں کو ایک ادھیڑ عمر کے ان پڑھ اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونوں ملکر تمام دنیا کے برخلاف کوشش کریں گے ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور تمام مجمع قہقہہ لگا کر منتشر ہو گیا مگر ثابت ہو گیا کہ یہ ایک ہنسی کے لائق بات نہ تھی بلکہ بہت ٹھیک اور درست تھی۔ یہ نوجوان علیؑ ایسا شخص تھا کہ ضرور ہے کہ ہر ایک شخص اسکو پسند ہی کرے اور اس امر سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اور نیز اور باتوں سے جو ہمیشہ اوسکے بعد اوس سے ظہور میں آئیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک صاحب اخلاق فاضلہ اور محبت سے بھرپور اور ایسا بہادر شخص تھا کہ جسکی آگ جیسی تیز و تند جرأت کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اس شخص کی طبیعت میں کچھ عجیب طور کی جوانمردی تھی شیر سا تو بہادر تھا مگر باوجود اسکے مزاج میں ایسی نرمی اور رحمدلی اور سچائی اور محبت تھی کہ ایک کرسچین نائٹ (عیسائی دیندار جوانمرد) کے شایاں

ہے" (دیکھو کتاب ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ لکچر دوم) منقول از کتاب اعجاز التنزیل مؤلفہ
جناب خلیفہ محمد حسن صاحب مرحوم سابق وزیر پٹیالہ)

(۳) مسٹر ڈیون پورٹ کی رائے | (حاصل ترجمہ) محمد صاحب نے مخالفین کی مخالفت کا کچھ خوف نہ کیا اور دوبارہ چند مہمان خاص اپنے ہی
قبیلہ کے جمع کئے اور اون لوگوں کے سامنے بھیڑ کا گوشت اور ایک پیالہ دودھ کا
رکھا۔ اس بے تکلف ضیافت کے بعد وہ اُٹھے اور اپنے پاکیزہ عادات اور صفات بیان کر کے ایسی اسپیچ جو کہ فطرتی
خوش بیانی یادگار ہے) اس درخواست کے ساتھ ختم کی کہ کون تم میں سے میرے اس بار گراں کے
برداشت کرنے میں مدد کریگا اور کون شخص میرا نائب اور وزیر ہوگا جس طرح سے کہ ہارون موسیٰ
کے وزیر تھے۔ کل مجمع تعجب کے ساتھ سکوت میں ہو گیا اور کسی کو اس مجوزہ خطرناک عہدے کے
قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن نوجوان پُر زور علیؑ (محمد صاحب کے چچا زاد بھائی) نے اوٹھکر
اور للکار کر کہا کہ اے نبی میں تمہارا نائب اور وزیر ہونگا۔ اگرچہ میں درحقیقت ان لوگوں سے
کم سن ہوں اور میری طاقتیں ان لوگوں کے مقابلہ میں کمزور معلوم ہوتی ہیں۔ اے نبی میں
ان لوگوں پر تمہارا نائب ہوں گا (یہ سنکر) محمد صاحب نے اپنا داہنا ہاتھ اوس نوجوان علیؑ کے
گلے میں ڈال کر اور اوسکو اپنے سینے سے لگا کر بآواز بلند کہا کہ دیکھو میرے بھائی اور

اس وقت تک نہیں لکھی گئی۔ اسکے چند حصوں کا اردو ترجمہ شایع کر دیا گیا ہے
(۱) حصہ اول توحید۔ خدا کے متعلق حضرات اہلسنت کے قابل مضحکہ عقائد بیان کر کے
مذہب شیعہ کے عقائد کی خوبیاں کمال تحقیق سے دکھائی ہیں ۸؍ (۲) تیسرا حصہ نبوت
جسمیں اصول دین کے تیسرے رکن نبوت و رسالت کے متعلق سنی شیعہ کے اختلافات
لکھکر ثابت کیا ہے کہ اہلسنت کے عقائد کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتے اور شیعوں کے عقائد
بالکل درست۔ مطابق عقل اور پسندیدہ خدا و رسول ہیں قیمت ۸؍ (۳) چوتھا حصہ
الامامۃ۔ اس میں خلافۃ و امامۃ کے متعلق عقلی دلیلوں سے مذہب شیعہ کی حقیقت
ثابت کر کے قران مجید کی ۳۰ واضح آیتوں سے حضرت امیر المومنینؑ کا خلیفہ

اور میرے وزیر کو" اس طرح آغاز کر کے محمد صاحب نے عام طور سے مکہ میں وعظ کہنا شروع کیا اور روز بروز اپنے معتقدین کی تعداد کو زیادہ کرتے رہے (منقول از کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مولفہ ڈیونپورٹ صاحب)

(۷) مسٹر واشنگٹن ارونگ کی رائے

(ماحصل ترجمہ) محمد صاحب نے باوجود اپنی پہلی کوشش میں ناکامیاب ہونیکے دوبارہ بنی ہاشم کی ایک جماعت کو اپنے مکان پر جمع کیا اور اُنکی ضیافت کی۔ پھر کھڑے ہو کر خدا کے الہامی احکام سے اپنے سلسلے کے لوگوں کو آگاہ کیا اور باواز بلند فرمایا کہ اے اولاد عبدالمطلب جس خدا نے تم لوگوں کو افضل ترین نعمتیں عطا کی ہیں میں اوسی کے نام سے تم لوگوں کو اس دنیا کی برکتیں اور آیندہ کی دائمی خوشیاں بخشتا ہوں۔ پس تم میں سے کون شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا۔ یہ سُنکر سب لوگ خاموش رہے۔ بعض تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقادی اور تمسخر سے ہنستے تھے۔ آخر کار علیؑ نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ پیغمبرؐ کے حضور میں عرض کیا کہ اے پیغمبر میں موجود ہوں۔ پیغمبر صاحب نے اپنا ہاتھ اُس نوجوان کی گردن میں ڈالا اور اوسکو اپنے سینے سے لگا کر باواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے جانشین کو دیکھو اور تم لوگ اسکی بات سنو اور اسکی فرماں برداری کرو" نوجوان علی کی جرأت اور مستعدی پر قریشیوں نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگا کر اس کم سن خلیفہ کے باپ (ابوطالب) کو اپنے لڑکے

کے سامنے جھکنے اور اوسکی فرماں برداری کرنے پر ملامت کی (منقول از کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسرس مولفۂ واشنگٹن اروِنگ)

(۵) مسٹر گبن کی رائے

(حاصل ترجمہ) محمدؐ صاحب نے اظہار دعوت میں تامل فرمایا جب تک کہ فقط چودہ آدمی ایمان لا چکے تھے) لیکن چوتھے برس اونھوں نے باعلان اپنی رسالت کی طرف عام دعوت فرمائی اور تصدیق وحدانیت کا نور پھیلانے کے خیال سے اونھوں نے خاندان بنی ہاشم سے چالیس آدمیونکو مدعو کیا اور اونکے لیئے سامان ضیافت مہیا فرمایا بعدۂ اُن لوگونکی جانب مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے دوستو اے عزیزو میں تملوگوں کے لیے افضل ترین نعمتیں اور دنیا و آخرت کا خزانہ لایا ہوں جس کو میرے سوا دوسرا شخص نہیں دے سکتا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اوسکی عبادت کی طرف بلاؤں پس کون تم میں سے ہے کہ اس کام میں میرا رفیق اور میرا وزیر ہوگا (پیغمبر صاحب کی) اس بات کا جواب کچھ نہ دیا گیا حتیٰ کہ وہ حقارت اور رشک و تعجب کی خاموشی حضرت علیؑ کی جرأت سے دفع ہوئی جو ایک چہاردہ سالہ نوجوان تھے اونھوں نے عرض کی کہ اے نبی میں ہر طرح اس کام میں نصرت اور رفاقت کے لیئے حاضر ہوں میں مخالفین کی آنکھیں نکال لونگا اور اونکے دانت توڑ ڈالوں گا اور اُنکے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا اے نبی میں وزارت کے لیئے حاضر ہوں محمد صاحب نے علیؑ کی التماس کو جوش کے ساتھ قبول فرمایا اور حاضرین نے ابوطالب کو اپنے لڑکے

کے اس اعلےٰ عزت پانے پر طنزیہ کلمات کہے (منقول از کتاب ڈکلاین آف رومن امپائر
مولفہ مسٹر گبن)

(۶) مسٹر طامس لائل کی رائے — حقیقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا اعتراف

مسٹر طامس لائل سابق اسسٹنٹ ڈائرکٹر ٹاپو ڈ
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بغداد نے اپنی کتاب مسمی "انسر اینڈ اوٹس آف میسو پوٹیمیا" مطبوعہ
سنہ ۱۹۲۳ء میں مولائے دوعالم حضرت امیر المومنین مولانا علی ابن ابیطالبؑ کی بے مثال ہستی
کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے "وفات (حضرت) رسول پر اس بزرگ ہستی کے
ساتھ جسمیں نبرد آزمائی کے جوہر موجود تھے قدیم اختلافات اور رشک جلد ظاہر
ہونے لگا حضرت ابوبکر کا خلیفہ اسلام منتخب ہونا اتحاد کو قائم نہ رکھ سکا وہ خود اور
اونکے جانشین لوگوں میں یک جہتی پیدا نہ کرسکے۔ انکی سرداری میں کوئی غیبی مدد شامل
نہیں تھی اور انہیں کوئی ایسی بات نہ تھی جسکی وجہ سے وہ معمولی انسانوں سے زیادہ
سمجھے جاتے سوائے اُن کے بعض خاص واقعات کے۔ اب ایک ایسی ہستی کی ضرورت
تھی جو سب سے اعلےٰ ہو اور بلاشبہ عام طور پر ہادی تسلیم کرلی جائے اور جس پر ہر کہ ومہ
کی نظر پڑے۔ بالآخر ایسا ہادی امام (علی) کی صورت میں انکو مل گیا۔ یہ ناممکن معلوم

ثابت کردیا گیا کہ وہ اعتراضات سنی کتابوں کی وجہ سے ہو سکتے ہیں۔ فی نفسہ
قران مجید پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

تقیہ — حضرت حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ
مقامہ مجتہد اعظم لکھنو نے فارسی زبان میں تقیہ کے جائز اور حکم
خدا ورسول ہونے کی نہایت زبردست دلیلیں قران مجید واحادیث سے
اس جامعیت سے تحریر فرمائی ہیں کہ پھر کسی انصاف پسند شخص کو اس پر
اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسی رسالہ کا اردو ترجمہ ۹

تصویر بنی امیہ — ایک خلیفہ بنی عباس نے خلفاء بنی امیہ کے معائب

ہوتا تھا کہ ایک اُمت جسکو خدا نے کامل وحی کے ساتھ مخصوص کیا ہو جو اونکیں ہیں سے ایک خدائی پیغامبر کے ذریعہ سے پہونچتی رہی ہو۔ اب بالکل کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ دیا جائے اور معمولی آدمی اونکو ہدایت کر سکے۔ علاوہ بریں سیاسی اختلافات اور باہمی بغض و عناد کی وجہ سے ضرورت تھی کہ کوئی ہادی خدا کا منتخب کردہ ان لوگوں کو ملے لیکن بالآخر اس خواہش کا خاتمہ اون واقعات نے کر دیا جو قتل علیؑ اور حسنؑ اور میدان کربلا میں وفات حسینؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر اسلام کا پیشوا حسب ہدایت خدا کام کرنے والا ہو تو وہ پیغمبر کے خاندان کا ممبر ہونا چاہیئے۔ علیؑ کی ذاتی شہرت۔ میدان کارزار میں بہادری پیغمبرؐ کی اطاعت اور سب سے بالاتر پیغمبر سے رشتہ داری (وہ پیغمبر کے داماد اور چچا زاد بھائی تھے) ان تمام باتوں نے ظاہر کر دیا کہ وہ خدائی منتخب کردہ امام، نمونۂ رسولؐ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ تھے اور اُنکے جانشین اسی قسم کے خدا والے ہونے چاہیئیں۔ اس اصول کی ترقی قابل ذکر تھی۔ اسکو تدریجاً پتا لگانا ممکن نہ تھا لیکن امام کی جو وقعت آج شیعوں کے نزدیک ہے اُس سے یہ مطلب بخوبی واضح ہو سکتا ہے (اُن کے نزدیک) امام معصوم ہے۔ ابتداء سے انتہا تک ہر قسم کے

اور انکے اخلاقی حالات کا جو زبردست فرمان لکھا تھا جس سے انکے پوست کندہ حالات معلوم ہوتے ہیں اسکا اردو ترجمہ قابل دید چیز ہے ۳/

جواب رد الرفضہ ایک عالم اہلسنت نے کتاب رد الرفضہ لکھکر شیعوں پر بہت سے اعتراضات کئے تھے اس کا مفصل جواب ۲/

جواب شرر مسٹر عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی نے رسالہ دلگداز میں حضرت سکینہ بنت امام حسین عم کا بہت فحش اور گندہ ناول لکھکر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگا دی تھی اسکا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات کا بے مثل ذخیرہ۔ تیسری دفعہ چھپا ہے عہ منیجر اصلاح

گناہ سے بچا ہوا معمولی انسانوں کا سا اس کا جسم نہیں ہوتا۔ نہایت صاف اور شفاف جس کا سایہ نہیں پڑتا۔ وہ دوسرے پیغمبروں سے زیادہ بزرگ ہے اور اس کا خاص کام خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہونا ہے۔"

(محمد لقاء علی حیدری واعظ از سنگاپور ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء۔ الواعظ

مسٹر فلپ حتا انطاکی کی رائے

جنگ عظیم نے کروروں انسانوں کا خون بہا کر کم از کم اتنا تو کام کیا کہ دنیا معارف کیطرف جھک پڑی وہ قومیں جو دوسروں کے دامن سے منہ ڈھانکے سو رہی تھیں وہ بیدار ہو گئیں کچھ اوٹھتے ہی اوٹھتے سیاسیات میں جد و جہد کرنے لگے اور جو باقی رہ گئے وہ اپنے مردہ علوم کو زندہ کرنے کی فکر میں ہمہ تن غرق ہو گئے چنانچہ ایشیا کے تمام مالک سے ہر قوم اپنے اخبارات و رسائل سے قومی ادبیات و علمیات کی تعلیم دے رہی ہے۔

انھیں میں سے ایک مجلۂ ادبیہ و علمیہ عرفان بھی ہے جو ہر مہینہ اپنے دامن کے موتی بانٹنے شہر صیدا سے نکلتا ہے۔ اسکے فاضل مدیر احمد عارف الزین ہیں۔ یہ رسالہ حقیقۃ الجلیہ کی وہ دلچسپ تقاریر و مضامین بھی شایع کرتا ہے جو اس

جواب سوال از علماء شیعہ

اہل سنت نے علماء شیعہ سے چند سوالات کئے تھے ان کا محققانہ جواب ۴ر

الجمرہ

اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ اہل سنت پیشاب کر کے کلوخ لیتے ہیں یہ خلاف حکم خدا و رسول ہے ۴ر

خون ثقلین

اس دلچسپ اور جدید مذاق کے رسالہ میں دکھایا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن مجید و حضرات اہلبیت دونوں کا کس طرح خون کیا مولفہ جناب حاجی سید اظہار حسین صاحب بی۔ اے ڈپٹی کلکٹر پنشنر ۴ر

ادارہ میں مذاکرہ ہوتی رہتی ہیں یہ ادارہ ہر مذہب والے کے لئے آزادانہ وسعت رکھتا ہے سنی و شیعہ ہی نہیں بلکہ نصاری و یہودی بھی اسکے ممبر ہیں معتقدات و مذاہب پر خوب خوب گفتگو ہوتی ہے لیکن اس کا مطلب جنگ و جدل نہیں ہے جو بدنصیب ہندوستانیوں کا حصہ ہو چکی ہے۔ نہفتہ الجلیہ کے ممبران شاید تعصب سے دور رہنے کا حلف اٹھا چکے ہیں ان کا مدعا تحقیق علمی سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس مرتبہ شعبان نمبر میں فلپ حتا صاحب انطاکی (جو عیسائی مذہب رکھتے ہیں) کا ایک مقالہ شایع ہوا ہے جسمیں فقیہ اسلام پر محققانہ نظر کی گئی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اسکے ترجمہ سے ناظرین سرفراز کی ضیافت طبع کریں اس مضمون میں جابجا سرور کائنات وائمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء مبارک کے بعد جو امتیازی و تہذیبی الفاظ برتے گئے ہیں وہ ایک نصرانی کے مہذب رفتار قلم کا نمونہ ہیں ممکن ہے کہ ہمارے مصنفین و مولفین و واعظین اس رواداری سے کوئی سبق لے سکیں اور مذہبی لٹریچر میں جو گندگی پیدا کر دی گئی ہے وہ دور ہو سکے (نقابدار سبز پوش از رام پور اسٹیٹ)۔

علم فقہ کی جڑ اور بنیاد: امیر المومنین علی صلوات اللہ علیہ ہیں۔ اس قول میں کوئی جنگ و جدل نہیں آپ اعلم العلماء وافقہ الفقہا اور ادق تمام لوگوں میں جنکے

رد الملاحدہ قادیانیوں نے شیعوں پر اپنے خیال میں جو زبردست اعتراضات کئے تھے اور ثابت کرنا چاہا تھا کہ خدا ہی نے آئمہ طاہرین کو خلیفہ نہیں ہونے دیا۔ ان کا مفصل اور تشفی بخش جواب ۸؍

رد الوسواس اہلسنت نے شیعوں پر کچھ اعتراضات کئے تھے اُنکا مفصل جواب جناب حاجی سید اظہار حسنین صاحب بی۔ اے نے بہت دلچسپ دیا ہے قابل دید چیز ہے ۸؍

شیعوں کا اُردو قاعدہ شیعہ بچوں کو یہی قاعدہ شروع کرانا چاہئے بہت مفید ہے۔ ۱؍

سینوں میں علوم دنیا و آخرت تھے بلند اعلےٰ پایہ رکھتے تھے۔ فقہاء اولین و آخرین کے نزدیک یہ مسلم ہے اور خود حضرت محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ اسکے شاہد و گواہ ہیں آپنے فرمایا ہے۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ اب جو کوئی بھی حصول علم و حکمت کا ارادہ رکھتا ہے اوسکو چاہئے کہ دروازے سے جائے دوسری جگہ آپنے فرمایا ہے کہ علی میرے علم کے خازن ہیں علم فقہ پر احکام شریعت کا دار و مدار ہے انکی بدولت علماء فتوی دینے کے بلند مرتبے پر پہونچتے ہیں بلاشک و شبہ سیدنا امیر المومنین علی صلوات اللہ علیہ اس علم کے اصل و اساس ہیں اور دنیا کے قدیم و جدید فقہا آپکے تبحر علمی کے خوشہ چین اور آپکے دریا علم سے چند گھونٹ پینے والوں میں۔ اس پر وہ سب روایات شاہد ہیں جن کا انحصار یا براہ راست آپ سے یا آپ کے شاگردوں کے ذریعے سے ہے۔ عبد اللہ ابن عباس فقہ میں مشہور اور بالاجماع افقہ صحابہ ہیں انکے اقوال فقہائے کے لئے حجت رشک و ریب سے بالاتر ہیں۔ یہ خود امیر المومنین علی صلوات اللہ علیہ کے ایک شاگرد ہیں۔

سیدنا عمر ابن الخطاب ہر احکامی و روایتی مشکل میں امیر المومنین ہی سے رجوع کرتے تھے یہ امر اس قدر کثیر روایتوں سے ظاہر ہے کہ انکار ناممکن ہے آپ کہا

کرتے تھے کہ علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا اس قول سے آپکی مراد علم علی تھا۔ جیسا کہ آپنے دوسری جگہ کہا ہے کہ خدا مجھے اوس سخت دشواری کے لئے زندہ نہ رکھے جسکے حل کرنے کے لئے ابو الحسن نہوں انکے علاوہ بھی اکثر اقوال ہمارے دعوے کی تصدیق کرینگے۔

سیدنا عمر ابن الخطاب امیر المومنین علی صلوات اللہ علیہ کے سامنے بیٹھکر علم فقہ و ہدایت حاصل کرتے تھے اور آپ علم تفسیر و التشریع میں اونکے تفوق کے معترف تھے آپ کہا کرتے تھے کہ مسجد نبوی میں علی کی موجودگی میں کوئی فتوے نہ دے۔ یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں کے بہت سے فرقوں میں سنی و شیعہ دو بڑے فرقے ہیں علمائے شیعہ تو بے ضرورت بحث ظاہراً علی ہی کی فقہ کیطرف رجوع رکھتے ہیں جو سلسلہ وار اونکے شاگردوں سے روایتیں حاصل ہوئی ہیں۔

رہے اہلسنت اونکے ابو حنیفہ شافعی مالک بن انس احمد بن حنبل چار مجتہد ہیں انمیں سے امام ابو حنیفہ نے محمد بن جعفر الصادق علیہما السلام سے پڑھا اور اونھوں نے اپنے آباء کے ذریعہ امیر المومنین سے حاصل کیا۔ امام شافعی نے محمد بن الحسن شاگرد امام ابو حنیفہ سے پڑھا اور یہ سلسلہ بھی امیر المومنین تک منتہی ہوا مالک بن انس نے ربیعۃ الرائی

سے اور اونھوں نے عکرمہ اور عکرمہ نے ابن عباس سے حاصل کیا اور ابن عباس انوار علم علی کے اقتباس کرنے والے تھے۔ غرض کلیتہً یہ معلوم ہے کہ اہلسنت کی فقہ بھی شمس علوم علوی کی ایک شعاع ہے (اور اس پر کیا منحصر) بڑی شہادت تو خود سیدنا محمد مصطفے صلوٰۃ اللہ علیہ کی ہے جنھوں نے فرمایا اقضاکم علی یہ حدیث ثابت ہے اور اسمیں گنجائش جنگ و جدل نہیں۔ اقضی القضاۃ وہی ہوگا جو سب سے اعلیٰ و افضل و برتر ہو۔ سرفراز" (النہضتہ الجلیہ) فیلپ حتا الظاکی) مطبوعہ رسالہ عرفان صیدا ماہ شعبان ۱۳۴۶ھ

(۸) علامہ جرجی زیدان کی رائے

زمانہ حال میں ملک مصر میں ایک بڑا نامی اور مشہور عیسائی علامہ گزرا ہے جس کا نام تھا جرجی زیدان جو عربی۔ فارسی انگریزی۔ جرمنی۔ فرانسیسی۔ لاطینی زبانوں اور علوم کا بہت بڑا ماہر تھا اور اسلامی تاریخ کا تو بحر العلوم تھا اُس نے اسلامی تاریخ کے متعلق متعدد کتابیں کمال تحقیق اور جامعیت سے لکھیں۔ اس کا ایک قابل قدر اور مشہور عالم علمی رسالہ الہلال نکلتا تھا جو یورپ۔ مصر۔ ہندوستان عرب۔ عراق۔ ایران۔ روس کے تمام عربی داں مسلمانوں اور عیسائیوں میں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس شخص کو اسلامی تاریخ پر جو بے مثل و نظیر عبور حاصل تھا اسکی شہادت کے لئے یہی امر کافی ہو کہ حال میں مصر کی جو قومی علمی

شیعہ ہو جانے کا تذکرہ ہے۔ ۴ر

فتح القدیر

اڈیٹر النجم نے بمبئی میں جاکر شیعوں سے جو مناظرہ کیا اس پر مفصل تبصرہ قابل دید رسالہ ہے۔ ۳ر

فتنہ شبلی

شمس العلما مولوی شبلی صاحب نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی میں لکھا تھا کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی اسکی مفصل اور محققانہ رد کر کے انکی روایتہ کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں ۸ر

قول کریم

اس رسالہ میں پوری تحقیق و جامعیت سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ اہلسنت تحریف قران کے قائل ہیں اور انکی کتابوں سے

یونیورسٹی قائم ہوئی اسمیں اسلامی تاریخ پر اعلےٰ درجہ کا لکچر دینے کے لئے ایک وسیع النظر مورخ پروفیسر کی تلاش ہوئی تو مصر۔ ٹرکی۔ شام۔ عراق۔ عرب میں کوئی مسلمان شخص ایسا نہیں ملا جو اس عیسائی علاّ کے برابر بھی اس کام کو انجام دے سکتا۔ مجبوراً مسلمانوں نے اسی علاّ کو اسلامی تاریخ کا پروفیسر مقرر کیا۔ اس نے اپنی بے مثیل مولفات میں ایک کتاب تاریخ التمدن الاسلامی لکھی ہے جو پانچ جلدوں میں ہے اور جسکی تحقیق و وسعۃ اطلاع کی مدح میں تمام علمائے یورپ رطب اللسان ہیں اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی تقریباً تمام اسلامی زبانوں میں ہوگیا ہے۔ اس کتاب کی جلد چہارم میں حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے متعلق علامہ ممدوح لکھتا ہے" اما علی فحکایاتہ فی الزھد والتقویٰ کثیرۃ وکان شدید التمسک بالاسلام حرالقول والفعل۔ لا یعرف الدھاء ولا یرکن الی الحیلۃ فی شان من الشئون وانما ھمہ الدین وعمدتہ فی اعمالہ الصدق والحق فمن امثلۃ تقشفہ وزھدہ انہ تزوج فاطمہ بنت النبیؐ ولیس لہ فراش لا جلد کبش کانا ینامان علیہ باللیل ویعلفان علیہ ناضحھا بالنھار ولم یکن عندہ خادم یخدمہ۔ وجاءہ مال من اصبہان فی ایام خلافتہ فقسمہ علی سبعۃ اسہم فوجد فیہ رغیفا فقسمہ علی سبعۃ۔ وکان یلبس قطیفۃ

قرآن کی تحریف اس طرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ آجتک اس کتاب کا جواب اہلسنت سے نہ ہوسکا ؏

کشف الظلام حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے وجود وغیبۃ اور حضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام کی رجعۃ پر اہلسنت کے بہت سے اعتراضات تھے ان سب کا مفصل جواب مولانا سید محمد رضی صاحب قبلہ زنگی پوری نے بکمال تحقیق سے دیا ہے ؏

کشف الظلمات نواب محسن الملک بہادر نے شیعوں کے خلاف مشہور کتاب آیات بینات لکھی ہے۔ اسکی دوسری جلد میں مسئلہ فدک کے

لا تقيد البرد - ورآه بعضهم يحمل تراقى ملحفته قد اشتراه بدراهم فقال له
يا امير المومنين الا نحمله عنك - فقال ابو العيال احق بحمله - ومن اقواله فى
كيف يجب ان يكون المسلمون قوله خمص البطون من الطوى - يبس الشفاه
من الظما - عمش العيون من البكاء (ابن اثير ص ۲۰ ج ۳) ومن امثلة عدله انه
رأى درعا له عند رجل فتقاضيا الى شريح القاضى - فوقف علىؑ بجانب خصمه
احتراما للعدل - وكان اذا بعث رجاله فى حروبه اوصاهم ان يرفقوا بالناس
وان يكفوا الاذى عن النساء وكان شديدا فى محاسبة رجاله حرصا على العدل
والحق كما كان يفعل عمر ولو تولى امور المسلمين فى زمن عمر و الناس فى دهشة
النبوة وصدق التدين لكان نصيبه من الحكم اطول ولما بدا فى تدبيره
ضعف ولكنه تولاه وقد فسدت النيات وطمع العمال فى الاحكام والمعهم
وادهاهم معوية بن ابى سفيان فانه جمع الرجال حوله بالدهاء والحيلة والبذل
وعلىؑ يضيع الاحزاب بتدقيقه فى محاسبة عماله وقواده والمبالغة فى المحافظة
على الدين واسباب التقوى ففارقه جلة الصحابة حتى ابن عمه عبد الله
بن عباس وكان عاملا له على البصرة فوشى به ابو الاسود الدؤلى الى علىؑ فكتب

علی الی ابن عباس بذلک ولم یذکر اسم الواشی ۔ فاجابه اما بعد فان الذی
بلغک باطل وانی لما تحت یدی لضابط وله حافظ فلا تصدق الظنین
والسلام فکتب الیه علی اما بعد فاعلمنی ما اخذت من الجزیة ومن این اخذت
وفیما وضعت ۔ فکتب الیه ابن عباس اما بعد فقد فهمت تعظیمک مرزاة
ما بلغک انی مرزئته من اهل هذه البلاد فابعث الی عملک من احببت
فانی ظاعن عنه والسلام واستدعی اخواله من بنی هلال بن عامر فاجتمعت
معه قیس کلها فحمل مالا وقال هذه ارزاقنا اجتمعت ۔ فتبعه اهل البصرة
الی مکة ولم ینتفع علی به ولا باخزابه ۔ فلم یفعل علی بابن عمه غیر ما کان عمر
یفعله بعماله لکن الاحوال کانت قد تغیرت وقام معویة یبتاع الاحزاب
بالعطاء ویجتذب القواد بالدهاء ۔ یعنی حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب
کی حالت کیا بیان ہو ۔ زہد اور تقویٰ کے متعلق آپ کی حکایتیں اور واقعات بہت
کثرت سے ہیں ۔ اصول اسلام کی پابندی کرنے میں ۔ آپ بہت سخت اور اپنے ہر
قول ہر فعل میں نہایت شریف اور آزاد تھے ۔ جعل وفریب کو تو آپ جانتے تک نہیں تھے
اور اپنی زندگی کے مختلف زمانوں سے کسی حالت میں آپ نے مکر وحیلہ کیطرف ذرہ

برابر بھی رُخ نہیں کیا۔ آپکی تمام تر ہمت صرف دین اور آپکا کل اعتماد اور بھروسہ محض سچائی
اور حق پر تھا۔ چنانچہ آپکے زہد اور فقیرانہ زندگی کی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے جس وقت حضرت
رسولخدا کی صاحبزادی جناب فاطمہؑ سے شادی کی تو آپکے پاس فرش کی قسم سے کوئی چیز
نہیں تھی سوا دنبہ کی ایک کھال کے کہ اسی پر دونوں (میاں بیوی حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ)
شب کو پڑ کر سو رہتے اور دن کے وقت اسی چمڑہ پر اپنے اونٹ کو دانہ کھلاتے تھے۔ آپکے
پاس ایک ملازم بھی نہ تھا جو آپکی خدمت کرتا۔ آپکی خلافت کے زمانہ میں ایک دفعہ اصفہان (ملک
ایران) سے کچھ مال (خراج کا) آیا تو حضرت نے اس کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر
اسمیں ایک روٹی ملی تو حضرت نے اس کو بھی سات حصوں پر تقسیم کر دیا۔ پھر اسمیں ایک روٹی
ملی تو حضرت نے اسکے بھی سات ٹکڑے کئے (اور خراج کے ہر حصہ پر اس روٹی کا ایک ٹکڑا بھی
رکھدیا) آپ ایسے کپڑے کا لباس پہنتے تھے جو حضرت کو ذرہ برابر بھی سردی سے محفوظ
نہیں رکھ سکتا تھا۔ بعض لوگوں نے حضرت کو دیکھا کہ اپنے اوڑھنے کی چادر میں کھجوریں اُٹھا کر
خود لا رہے ہیں جنکو ایک درہم (۳۰ پیسہ) میں خریدا تھا تو حضرت کی خدمت میں عرض کی
کہ اے امیر المومنین ہمیں مرحمت فرمائیں کہ دولت سرا پر اس کو پہونچا دیں۔ حضرت
نے جواب دیا کہ عیال دار کو زیادہ مناسب ہے کہ اپنے بوجھ کو خود اُٹھائے۔ حضرت کے
اقوال سے یہ جملہ بھی ہے جسمیں آپنے بتایا ہے کہ مسلمانوں کو کیسا ہونا چاہئے۔ ارشاد
فرماتے ہیں کہ چاہئے مسلمان اتنا کم کھانا کھائیں کہ بھوک سے انکے پیٹ پتلے دُبلے
رہیں اور اتنا کم پانی پئیں کہ پیاس سے انکے ہونٹ خشک رہیں اور خوف خدا میں اتنا
روئیں کہ انکی آنکھیں زخمی رہیں (تاریخ ابن اثیر صفحہ ۲۰ جلد ۳) اور حضرت کے عدل و

انصاف کے واقعات سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی ایک زرہ کسی شخص کے پاس دیکھی تو
آپ اور وہ شخص قاضی شریح کے پاس اس کا فیصلہ کرانے کے لئے گئے۔ وہاں حضرت علیؑ
صرف اصول عدل و انصاف کی پابندی اور مساوات کا لحاظ کرانے کے لئے اُس شخص کے
مقابلہ میں کھڑے رہے (اور بہ حیثیت بادشاہ یا خلیفہ ہونے کے اس کچہری
میں خود بیٹھنے کی خواہش نہیں کی)۔ ل حضرت کا معمول یہ تھا کہ جب اپنی فوج کو کسی لڑائی
میں بھیجتے تو اسکے ہر شخص کو وصیت فرماتے کہ بھائیو! دیکھو مقابلہ کی فوج والوں سے نرمی اور
ملایمت سے برتاؤ کرنا اور عورتوں کی پوری حفاظت کرنا انکو ہر اذیت اور پریشانی سے
بچانا باوجود اس رحم دلی کے مسلمانوں کے مال کی نگرانی کرنے میں آپ ایسے سخت تھے
کہ اپنے ماتحت والوں اور کارپردازوں سے ایک ایک پیسہ کا حساب کرتے اور اسمیں بہت تشدد
کرتے اور یہ صرف اس وجہ سے کہ آپ عدل اور حق قائم کرنے کے لئے بڑے حریص تھے جیسا
حضرت عمرؓ کرتے تھے۔ اگر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب لوگوں کے دلوں میں نبوت کی دہشت
اور سچا دین باقی تھا حضرت علیؑ ہی خلیفہ اور بادشاہ مقرر ہوتے تو آپکی حکومت اور
سیاست کہیں بہتر اور اعلےٰ تر ثابت ہوتی اور آپکی تدبیروں میں ذرہ برابر بھی

ل اس وقت تک کہ علم و تہذیب کی بہت ترقی ہو گئی ہے کسی متمدن مقام پر یہ مساوات
اور عدل نہیں پایا جاتا جو حضرت امیر المومنین ع نے دکھایا۔ اگر کوئی بھی ممتاز اور
معزز شخص مدعی یا مدعا علیہ ہوتا ہے تو اوسے کرسی ملتی ہے جس پر وہ بیٹھتا ہے۔
یہاں امیر المومنین ع کی حیثیت مدعی کی ہے نہ مدعا علیہ کی۔ باوجود اسکے آپ قاضی کے مجلس میں
بیٹھتے نہیں ہیں بلکہ جس طرح مدعا علیہ کھڑا تھا اسی طرح آپ بھی اسکے مقابلہ میں کھڑے رہے
اور اس طرح اپنے ہر کام اور ہر حالت سے لوگوں کو عدل و مساوات کی تعلیم دیتے رہے۔ سچ کہا
ہے کسی نے ع گر ہو نبی کے بعد تو ایسا امام ہو ۱۲

ضعف ظاہر نہیں ہوتا لیکن آپکے قبضہ میں خلافۃ اسوقت آئی جب لوگونکی نیتیں فاسد ہوگئی تھیں اور انتظامات ملکی اور اصول حکومت کے متعلق آپکے والیوں اور ماتحتوں کے دلونمیں حرص اور طمع پیدا ہوگئی تھی اور ان سب سے زیادہ طامع اور مکار معویہ بن ابوسفیان تھا کیونکہ اس نے دھوکہ فریب اور مکر وحیلے سے اور اپنی حکومت جمانے کے لئے مسلمانوں کا مال بیدریغ خرچ کرکے لوگوں کو اپنی طرف کرلیا تھا اسکے برعکس حضرت علیؑ کی حالت تھی کہ اپنے عمال اور سرداران فوج سے چھوٹی چھوٹی رقم تک کا باقاعدہ حساب لینے اور دین کی پابندی کرتے رہنے کی وجہ سے لوگوں کو اپنے سے علحدہ کرتے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر صحابہ نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا یہاں تک کہ آپکے چچازاد بھائی (اور شاگرد) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) بھی آپ سے الگ ہو گئے۔ یہ بزرگ حضرت علیؑ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے۔ ابوالاسود دوئلی نے حضرت علیؑ کے پاس انکی شکایت لکھ بھیجی (کہ خیانت کررہے ہیں) حضرت علی نے جناب ابن عباس کو لکھا کہ مجھ تک تمہاری شکایت پہونچی ہے لیکن اس خبر دینے والے کا نام نہیں ظاہر کیا۔ جناب عبداللہ بن عباس نے جواب دیا کہ آپکو جو شکایت پہونچی ہے وہ سب غلط ہے اور میں اپنے فرائض کو بہت پابندی اور ضبط سے انجام دے رہا ہوں اور ہر بات کی پوری نگرانی کرتا ہوں آپ بدگمانوں کے شبہہ اور افترا پردازوں کی بات کا کوئی خیال نہ کریں والسلام۔ لیکن حضرت علیؑ نے اس کو مانا نہیں بلکہ پھر انکو لکھا کہ مجھے تفصیلاً مطلع کرو کہ تم نے جزیہ کی کس قدر رقم وصول کی ہے اور کہاں کہاں سے لی ہے اور اس کو کہاں کہاں رکھا یا کن کاموں میں خرچ کیا ہے۔ اس خط کے جواب میں عبداللہ بن عباس نے حضرت کو لکھا کہ آپ کا خط پہونچا اور میں سمجھ رہا ہوں کہ اس طرف والے میری مخالفت میں جو شکایتیں آپکو لکھتے ہیں انکو آپ بہت

اہمیت کھو رہے ہیں تو آپ اس صوبہ کی حکومت کے لئے جس شخص کو پسند کریں بھیجدیں کہ میں اب یہاں نہیں رہ سکتا اور یہاں سے روانہ ہوجاتا ہوں والسلام۔ یہ خط لکھکر عبد اللہ بن عباس نے اپنے نانیہال کے قبیلہ بنی ہلال بن عامر والوں کو بلا بھیجا تو انکے پاس پورا قبیلہ قیس جمع ہوگیا تب جناب ابن عباس بہت سا مال لیکر وہاں سے روانہ ہوگئے اور ظاہر کیا کہ یہ سب وہ مال ہے جو میرے مشاہرہ کا بچتا گیا تھا۔ بصرہ والوں نے مکہ تک جاکر آپکو پہونچایا اور اُن سے اور انکے ساتھیوں سے حضرت علیؑ کوئی نفع نہ اُٹھا سکے (کیونکہ باقاعدہ حساب کی گرفت کرنے سے ابن عباس بھی چھوٹ گئے اگر حضرت علی ان سے مسلمانوں کے مال کے متعلق بازپرس نہ کرتے اور خوف خدا کو بالائے طاق رکھدیتے تو ابن عباس بھی برابر آپکے ساتھ ہی رہتے) یہ امر قابل لحاظ ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ وہی کیا جو حضرت عمر اپنے عمال کے ساتھ کرتے تھے۔ لیکن زمانہ بدل گیا تھا حالتیں متغیر ہوگئی تھیں اور دوسری طرف معویہ خزانہ کا منہ کھولے ہوئے اور آنکھ بند کرکے روپیہ اشرفی لٹا کر لوگوں کو اپنی طرف کرتا جاتا اور لشکروں کے سرداروں کو بھی اپنے مکر و فریب سے اپنی جانب کھینچتا جاتا تھا اس حالت میں حضرت علیؑ کی حکومت کا جو نتیجہ ہوسکتا تھا وہ ظاہر ہے) جلد ۴ صـ ۳۷

(۹) **مسٹر واشنگٹن اِیرونگ کی ایک اور رائے** مسٹر ممدوح اپنی تاریخ سکسیسرز آف محمد مطبوعہ لندن (ولیم کلوز اینڈ سنس لمیٹڈ اسٹام فورڈ اسٹریٹ اینڈ چارجنگ کراس) میں جو مشہور ایک اسلامی تاریخ ہے بصفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ لکھتے ہیں قریب کی فتح نے عائشہ کی سازش یا اتفاق کو توڑ دیا اور مملکت مصر۔ عرب و فارس پر بالکل

وراثۃ انبیاء جناب حاجی سید اظہار حسنین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ پٹنہ نے عقل اور قرآن مجید سے ثابت کیا ہے کہ کل انبیا کی میراث برابر جاری ہوئی حضرت رسولخدا صلعم کی میراث بھی جاری ہوئی اور حضرات ائمہ معصومین آنحضرت صلعم کے حقیقی وارث جانشین اور پیشوایان مسلمین تھے

علیؑ کا قبضہ ہو گیا تاہم اوس کا نہایت مہیب دشمن غیر مغلوب باقی رہا۔ معویہ بن ابو سفیان نے شام کے دولتمند اور آباد صوبہ پر اپنی حکومت قائم رکھی اور اُسکے پاس بے انتہا خزانہ تھا اور اوسکے زیر حکم قوی فوج تھی۔ اہل شام اُس کے طرفدار تھے کیونکہ معویہ نے انکو یہ تعلیم دیکر کہ قتل عثمان علیؑ کے اشارہ سے ہوا علی کی خلافت سے انکار کیا تھا تاہم اپنے آپکو سلطنت کے زور سے مستحکم کرنے کے علاوہ اُس نے عمرو عاص سے عہد و پیمان کر لیا جس کو کہ علیؑ نے صوبہ مصر سے معزول کر دیا تھا اور ناراض ہو کر وہ اسوقت فلسطین میں تھا۔ یہ امر قرار پا گیا کہ علی کی معزولی میں عمرو عاص معویہ سے متفق رہے تو انعاماً اپنے سابق عہدہ پر بحال کیا جاوے۔ عمرو عاص نے مع ایک جان نثار فوج کے دمشق جانے میں جلدی کی اور عوام الناس کو موافق مقصد بختہ دل پاکر فوجی مجمع کے روبرو معویہ کی اطاعۃ قبول کی اور ہجوم کے آواز دل سے اُسکو خلیفہ مشہور کیا۔

علیؑ نے جبکہ اُسکے عہد و پیمان کو سُنا اُسے جملہ دلپسند ذرایع سے (یعنی رضا مندی سے) مدم سیفا معویہ کے حسد کو روکنے کا قصد کیا اور کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ تب نوے ہزار فوج کے ساتھ لڑائی کے واسطے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ عرب جو کہ عادۃً عجوبات کے شایق ہوتے ہیں حسب عادۃ شگون لیکر حدود شام میں داخل ہوئے۔ علیؑ نے اپنی فوج کو جا بے آب میں مقام دیکر ایک عیسائی راہب کو جو کہ قریب کے دیر میں رہتا تھا حکماً بلایا اور اُس سے کنوا کھدانے کی استدعا کی۔ راہب نے بیان کیا کہ یہاں صرف ایک حوض ہے جسمیں تین ڈولچی آب باران بھی نہیں رہتا ہے۔ علی نے بیان کیا کہ یہاں زمانہ سابق میں چند انبیائے بنی اسرائیل کے مکان تھے اور اُنھوں نے یہاں ایک کنواں کھودوا تھا۔ راہب نے جواب دیا کہ بیشک یہاں

ایک کنواں موجود ہے مگر وہ مدت دراز سے بند ہے اور اوسکے تمام نشانات نابود ہو گئے ہیں اور وہ اب اُس ہاتھ سے کھولا جائیگا جس کو خاص خدا نے مقرر کیا ہے اور ید اللہ سے ظاہر ہوگا

عرب کی حدیث اب یہاں بیان کرتی ہے کہ اسکے بعد اُس نے ایک لپٹی ہوئی چمڑے کی وصلی نکالی جس میں کہ شمعون بن صفا نے جو کہ جیسس کرالیسٹ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے بارہ بڑے حواریین میں سے تھا یہ پیشین گوئی لکھی تھی کہ محمدؐ آخری پیغمبر تشریف لائیں گے اور اُنکا شرعی وارث اور حقیقی خلیفہ اس کنوئیں کو پھر کھولے گا اور ظاہر کریگا۔

علیؑ نے مناسب تعظیم سے اس پیشینگوئی کو سُنا اسکے بعد حضار کی طرف متوجہ ہو کر اور ایک جگہ کا نشان دیکر کہا کہ یہاں کھودو۔ اُنھوں نے کھودا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بڑا پتھر برآمد ہوا جس کو بمشکل علحدہ کیا گیا اور وہ کنواں معجزہ سے ظاہر ہوا جس کہ فوج نے برمحل کافی ذخیرہ پانی کا مہیا کیا اور جو کہ علیؑ کی جائز خلافۃ کے دعوے کا ایک بلا اعتراض ثبوت تھا معزز راہب کو اعتقاد ہو گیا وہ علیؑ کے پیروں پر گر پڑا اور اُنکے زانو سے لپٹ گیا اور اسکے بعد علیؑ سے جدا نہیں ہوا"۔

(۱۰) مسٹر اوکلی کی رائے

محمدؐ تین سال تک لوگوں کو مخفی طور پر حلقہ اسلام میں داخل کرتے رہے لیکن اس عرصہ کے بعد اونھیں حکم ملا (آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا) کہ اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھائیں چنانچہ آپ نے علیؑ سے ارشاد کیا کہ اپنے رشتہ داروں کو جنکی تعداد قریب چالیس کے تھی دعوت میں بلائیں اور اونکے سامنے ایک (بھنا ہوا) بھیڑی کا بچہ اور دودھ کا ایک بڑا برتن رکھیں۔ جب وہ لوگ کھانے پینے سے فارغ ہوئے تب محمدؐ نے وعظ

فرمانا شروع کیا۔ لیکن ابولہب کے بات کاٹ دینے پر آپ نے پھر سب کو دوسرے روز ویسی ہی ضیافت کے لئے دعوت دی اور جب اس سے فراغت ہوئی تو آپ نے ان الفاظ میں اُن لوگوں کو مخاطب کیا "مجھے نہیں معلوم کہ جو تحفہ میں تمہارے لئے لایا ہوں عرب میں کوئی شخص اس سے بہتر نہیں نذر کر سکتا ہے۔ میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت دونوں کی بہتری پیش کرتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اُسکی طرف بلاؤں تو بتاؤ تم میں سے کون ہے جو اس کام میں میرا وزیر (یعنی میرے بوجھ میں میرا ہاتھ بٹانے والا) میرا بھائی اور میرا خلیفہ ہوگا؟ اس سوال کے جواب میں ایک مہر سکوت تھی جو سب کے لبوں پر لگی رہگئی کہ دفعۃً علی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "اس خدمت کو میں انجام دونگا جو لوگ آپکی مخالفت کرینگے میں اُن سب کے دانتوں کو اُکھاڑ ڈالوں گا۔ اُنکی آنکھوں کو پھوڑ ڈالونگا (نکال لونگا)، اُنکے شکموں کو چاک کر ڈالوں گا اُنکے پاؤں کو توڑ ڈالوں گا ان زحمات میں آپکا وزیر بھی میں ہی ہوں گا۔ اس جواب پر خدا کے رسولؐ نے علیؑ کو گلے سے لگا لیا اور پکار کر کہدیا کہ دیکھو یہ میرا بھائی میرا ایلچی میرا نائب ہے اسکی تم سب اطاعت کرو (از تاریخ عرب مصنفہ اوکلی صـ ۱۴ و ۱۵

(۱۱) مورخ گلمن کی رائے اب محمدؐ نے جیسا کہ حدیث اور سیرۃ کی کتابوں میں مرقوم ہے اپنے حلقۂ اثر کو وسیع کرنے کی غرض سے اہل قریش کو کھانے پر بلایا جس سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اُنھیں مخاطب فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ کسی عرب نے کبھی اپنے لوگوں کو ایسے بیش بہا فوائد عطا نہیں کئے ہیں جیسے میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یعنی اس دنیا میں مسرت اور آخرت کی دائمی عافیت اللہ نے

مجھے مامور کیا ہے کہ لوگوں کو اوسکی طرف بلاؤں اب تم میں سے کون ہے جو اس مقدس کلام میں میری شرکت کریگا اور میرا بھائی اور خلیفہ ہوگا؟ تمام مجمع میں ایک سناٹا چھا گیا یہاں تک کہ علیؑ جو اُن سب میں چھوٹے تھے جوش میں چلا اُٹھے "میں آپ کے رسول! میں آپکے ہاتھ بٹاؤں گا" اس جواب پر محمدؐ نے علیؑ کو گلے سے لگا لیا اور لوگوں سے پکار کر کہا دیکھو میرے بھائی میرے خلیفہ میرے نائب کو انکی باتیں بغور سنو اور انکے حکم کو مانو" (از تاریخ عرب مصنفہ گلمن صہ ۸۲ سے ۸۳)

(۱۲) مسٹر ایرونگ کی ایک رائے تمہ کلام میں ہم علیؑ کے اعلےٰ الخصائل اور مکارم اخلاق پر کسی رائے زنی کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ آپکے لکھے ہوئے تمام سوانح زندگی میں اس پر پوری بحث اور اسکی کافی وضاحت کیجا چکی ہے۔ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں آپ بہترین اور سب سے افضل تھے۔ انھیں تو پیغمبر کی صحبت اور رفاقت نے دین کے نشہ سے سرشار کر دیا تھا اور اپنی زندگی کے آخر وقت تک رسولؐ کی سادہ اور زاہدانہ معاشرت کی پیروی کرتے رہے آپ کا بہت عزت واحترام سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جنھوں نے علوم وفنون کی بڑی حمایت اور حفاظت فرمائی۔ آپکو خود بھی شعر گوئی کا پورا مذاق تھا اور آپ کے بہت سے حکیمانہ مقولے اور ضرب المثلیں اس وقت تک لوگوں کے زبان زد ہیں اور مختلف زبانوں میں اُن کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے (از کتاب خلفاء رسول مصنفہ ایرونگ صہ ۱۸۷)

(۱۳) مسٹر اوکلی کی ایک اور رائے تمام مسلمانوں میں بالاتفاق علیؑ کی عقل و دانائی کی شہرت ہے جس کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ آپکے

صد کلمات" ابھی تک محفوظ ہیں جن کا عربی سے ترکی اور فارسی میں ترجمہ ہو گیا ہے یا سوا اس کے آپکے اشعار کا دیوان بھی ہے جس کا نام انوار الاقوال ہے اور بوڈلین لائبریری (کتب خانہ) میں آپکے اقوال کی ایک بڑی کتاب موجود ہے جس کا نمونہ اس تاریخ میں شامل ہے۔ لیکن آپکی مشہور ترین تصنیف "جفر و جامع" ہے جو ایک وصلی پر ایک بعید الفہم خط میں جسکے ساتھ اعداد و ہندسے بھی شامل ہیں لکھی ہوئی ہے۔ یہ ہندسے ان تمام عظیم الشان واقعات کو جو ابتدائے اسلام سے رہتی دنیا تک ہونے والے ہیں بتلاتے ہیں یا اون پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ وصلی جو آپ ہی کے خاندان میں بطور امانت رہا کی ہے اسوقت تک پڑھی نہیں جاسکتی ہے البتہ (حضرت امام) جعفر صادقؑ اسکے کچھ حصہ کی تشریح و تفسیر کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں لیکن اسکے مطالب کا مکمل حل بارہویں امام کے لئے مخصوص ہے جن کا لقب آپکے فضل و کمال کے باعث مہدی (طریق ہدایت کرنے والے) ہے۔ علاوہ ان کتابوں کے جس کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں متعدد مصنفین کی کتابوں میں ہمکو بہت جملے اور کلمات حکمت علیؑ کے نام سے ملتے ہیں (اوکلی کی تواریخ عرب صـ ۳۳۲ - ۳۳۳)

(۱۴) مورخ اوکلی کی ایک اور رائے

اس جلیل القدر خلیفہ کے خاص خاص یادگار زمانہ داستانیں ہیں۔ اگر اون تمام خارق عادت لکھے ہوئے قصوں سے جو آپکے بارے میں ذکر کئے جاتے ہیں قطع نظر بھی کر لیا جائے اور آپکا صرف آپکی جرأت و ہمت خصلت مزاج۔ پرہیزگاری اور فہم و دانست سے اندازہ کیا جاسکے جب بھی اُس قوم (عرب) میں جو عظیم الشان شخصیتیں گزری ہیں اُن میں آپ سب سے ممتاز تھے۔" (تاریخ عرب از مسٹر اوکلی صـ ۳۳۵ - ۳۳۶)

(۱۵) مورخ گلمن کی ایک اور رائے

وہ (حضرت علی) اس لحاظ سے بھی قابل احترام ہیں کہ آپ ہی وہ پہلے خلیفہ تھے جنھوں نے علم اور فن کی کتابت کی پرورش کی اور حکمت سے مملو اقوال کا ایک بڑا مجموعہ آپکے نام سے منسوب ہے۔ اگر وہ واقعی آپ ہی کے عقل و فکر و دماغ کے نتائج ہیں تو یقیناً آپکا قلب و دماغ ہر شخص سے خراج تحسین وصول کرتا رہیگا۔ آپکے متعلق بہت سے دلچسپ اور عقل کو حیرت میں ڈالنے والے واقعات لکھے ہوئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکا قلب و دماغ مجسم نور تھا" (تاریخ عرب از گلمن صـ ۲۸۷)

(۱۶) مورخ گلمن کی ایک اور رائے

جب ہم زوج فاطمہؑ کے حسرتناک انجام پر پہونچتے ہیں

تو اپنے جذبات سے مجبور ہو جاتے ہیں کہ تھوڑی دیر توقف کر کے انکی گزشتہ زندگی پر ایک نگاہ ڈالیں اوس روز سے جب عنفوان شباب میں علیؑ نے محمدؐ کے پیرو ہونے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا تھا اور غور کریں اون کے استقلال مزاج پر جسکے ذریعہ آپ اوس مقصد پر اڑے رہے جو محض وقتی آمد کا نتیجہ معلوم ہوتا تھا۔ ہم یاد کرتے ہیں اوس امداد کو جو آپ نے ہجرت کے وقت محمدؐ کو دی وہ شجاعانہ جنگی کارنامے جو بعد اس کے وقوع پذیر ہوئے۔ ابوبکر کی بیعت خلافت کو خود قبول کرنے میں لیت و لعل۔ گو جانتے تھے کہ اس عہدہ کی عزت انکا حق تھی اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ آپکی زندگی حسرت و آلام و شکست سے مملو تھی آپ نرم دل اور متحمل مزاج دنیوی لذت و عافیت سے بے پروا اور بیفکر تھے۔ مخالفت و انتقام کو طرح دینے کے عادی تھے۔ صلاح و مشورہ میں آپکی دانائی اور پر مغز نکتہ سنج ضرب الامثال کے ایجاد میں آپکی مسلم اور مشہور فراست بہت ہی اعلےٰ پایہ کی تھی۔ (تاریخ عرب از گلمن صفحہ ۲۸۶)

(۱۷) مورخ گبن کی ایک اور رائے

امیر شام (معویہ) بھاگنے کی تدبیر سوچنے لگا تھا۔ لیکن علیؑ کے قبضہ سے بہ سبب انکے سپاہیوں کی نافرمانی اور جوش و خروش کے فتح جو یقینی تھی نکل گئی۔ معاویہ نے قرآن مجید کے نسخوں کو نیزوں پر بلند کر کے لوگوں کو سنجیدگی سے اونکی طرف رجوع کیا اس سے اونکے قلوب مرعوب ہو گئے اور اس طرح علیؑ کو ایک نامعقول اہانت آمیز مہلت جنگ اور عیارانہ مصالحت پر مجبور کر دیا گیا۔ وہ (جناب) غم و غصہ سے بھرے ہوئے کوفہ کیجانب واپس چلے آئے"۔

(تاریخ زوال سلطنت روم از گبن جلد ۳ صفحہ ۵۲۲)

(۱۸) مورخ ایرونگ کی ایک اور رائے

مالک اشتر (معاویہ کے) خیمہ گاہ تک پہونچکر اپنی فوج کو بڑھا رہے تھے۔ معاویہ کی امیدیں منقطع ہو گئی تھیں کہ دفعۃً عمرو عاص نے ایک ایسی تدبیر سوچ لی جو مسلمانوں کے مذہبی توہمات پر مبنی تھی۔ دفعۃً شامیوں نے قرآن کو اپنے نیزوں پر بلند کر لیا اور چلا اوٹھے "خدا کے کلام کیطرف دیکھو اور آؤ اسی سے اپنے اختلافات کا فیصلہ کریں"۔ اسکے سُننے ہی علیؑ کے سپاہیوں نے فوراً اپنے ہتھیاروں کی نوکوں کو نیچے کر لیا اور علیؑ کا یہ کہنا کہ یہ سب فریب ہے اور کوشش کرنا کہ اونھیں بڑھائیں بالکل بے سود ثابت ہوا۔ وہ لوگ چلانے لگے کہ "کیا آپ کلام خدا کے فیصلہ پر راضی ہونے سے انکار کرتے ہیں؟" علیؑ نے دیکھا کہ اپنی بات پر اصرار کرنے سے

اُنکے جوش عصبیت سے اور تصادم ہوگا اور ایک طوفان اپنے سر پر بپا ہو جائیگا اسلیے
چار و ناچار آپنے پیچھے ہٹنے کا حکم دیدیا لیکن مالک اشتر کو واپس بلانے میں متواتر جھکو ونکی
ضرورت پیش آئی اور جب آئے تو خنجر سے خون ٹپک رہا تھا اور گویا خود ہی اپنی بوٹیاں نوچ
رہے تھے کہ ایک عظیم الشان فتح عیاری کے ہاتھوں چھین لیگئی (تاریخ خلفاء محمدؐ از ارونگ صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

(۱۹) مورخ ایروِنگ کی ایک اور رائے علیؑ محمدؐ کے ابن عم اور رسولؐ کی اکلوتی بیٹی فاطمہؑ کے
شوہر تھے۔ قرابت کے لحاظ سے خلافت علیؑ ہی کا حق تھا آپکے فضائل و مناقب اور آپکی اسلامی
خدمات آپکو اس عہدہ کا بدرجہ اتم مستحق ثابت کر رہی تھیں۔ آپکی عالی ہمت سرگرمی اور جوش کے
پہلے ہی بار پھوٹ پڑنے (اظہار) پر جبکہ دین اسلام تمسخر اور ایذادہی کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ محمدؐ نے
آپکو اپنا بھائی اپنا خلیفہ قرار دیدیا تھا اور اُسی وقت سے آپنے قول و فعل سے اپنی ذات
کو رسولؐ کیلئے وقف کر دیا تھا اور اسلام کو اپنی بلند ہمتی اولوالعزمی سے اوتنا ہی عزت بخشا جتنا
اپنی بہادری سے اُسکی حفاظت کی (تاریخ خلفاء محمد از ایرونگ صفحہ ۱)

(۲۰) مورخ ایروِنگ کی ایک اور رائے بہرکیف جبکہ علیؑ اور آپکے دوست خانہ فاطمہؑ میں سرگرم
مشورہ تھے اُنکو بالکل بے خبر رکھکر بہت سے بر آوردہ مسلمان ایک جگہ مجتمع ہوئے تاکہ خلافت
کے مسئلہ کو آپسمیں طے کر ڈالیں۔ اس مجمع میں سب سے ممتاز دو شخص ابوبکر اور عمر تھے۔ اس مجمع کا
پہلا کام اس امر کا اعلان کرنا تھا کہ اسلام کی حکومت موروثی نہیں بلکہ انتخابی ہونی چاہیے اور اس
طرح علیؑ کے حقوق کو جو قرابت پر بھی مبنی تھے فوراً ضایع کر دیا اور معاملہ خلافہ لوگوں کے انتخاب
پر چھوڑ دیا۔ اسکی توجیہ خاندان قریش کی شاخ (بنی) عبدالشمس کے حسد سے کی گئی ہے۔ اُنکو خوف
تھا کہ اگر علیؑ کے حقوق تسلیم کر لئے گئے تو حکومت کا اقتدار مانند کعبہ کی محافظت کے ہاشم
کے مغرز خاندان میں ہمیشہ کے لئے مخصوص ہو جائیگا بعض لوگ اس امر میں عائشہ کی پُر فتن
معاندانہ اثر کو دیکھنے کے لئے مدعی ہیں ....
اسکے بعد عمر یکایک اُٹھ کھڑے ہوئے ابوبکر کیطرف بڑھے اور یہ کہکر اُن کا خیر مقدم کیا کہ
آپ ہی سب سے پہلے سب سے بہتر سب سے زیادہ جانے بوجھے ہوئے پیغمبر کے پیرو ہیں اور آپ ہی خلافت کے مستحق

ہیں۔ یہ کہکر اونھوں نے بیعۃ کے طور پر ابوبکر کا ہاتھ چوما اور بادشاہ سمجھکر اطاعۃ کرنے کی قسم کھائی عمر کا اتباع فوراً دوسروں نے کیا اور اس طرح ابوبکر سردار تسلیم کر لئے گئے۔ عمر اسکے بعد منبر پر گئے۔ اور بولے کہ اس کے بعد اگر کوئی شخص بلا عوام کی آواز کے شاہی اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لینے کی جسارت کریگا تو اوسکی سزا موت ہوگی اور علیٰ ہذا القیاس اون سب کی جو ایسے شخص کو مقرر کریگا یا اسکی پاسداری کریگا۔ یہ بات سب نے فوراً مان لی اور اس طرح کسی دوسرے امیدوار کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالدی گئی۔

اس پوری کارروائی میں عمر نے جو پالیسی برتی وہ اگرچہ سرسری نظر میں انکی عالی ظرفی کا دھوکہ دیتی ہے لیکن (غائر نظر والوں میں) اسکی سخت نکتہ چینی کی گئی ہے اس بنا پر کہ یہ سب مکاری اور خودغرضی کی چالیں تھیں۔ تاڑنے والے اسکو سمجھ گئے کہ ابوبکر کا سن بہت ہو چکا تھا کیونکہ پیغمبرؐ کی عمر کو تو وہ پہونچ ہی چکے تھے اغلب تھا کہ وہ زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہینگے۔ اس لئے اونسی وقت عمر کو تھوڑے ہی دنوں بعد برسر حکومت ہو جانیکا یقین تھا اونکی اس آخری کارروائی نے علیؑ کی امیدوں پر پانی پھیر دیا وہ علیؑ جو ان کے سب سے بڑے (رقیب) تھے جو اپنے دوستوں کے ساتھ خانہ فاطمہ میں بند رہکر اوس جلسہ کا کچھ علم نہیں رکھتے تھے جسمیں آپکی توقعات اس طرح پامال کر دی گئیں (تاریخ خلفاء محمدؐ از ارونگ صفحہ ۱۶۴)

(۲۱) مسٹر ایرونگ کی ایک اور رائے | محمدؐ کی خلافۃ کے سب سے زیادہ اہل اور مستحق امیدوار علی تھے جن کا دعویٰ سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم اور جن کا حق سب سے زیادہ فطری تھا۔ کیونکہ یہ محمدؐ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے اور فاطمہؑ سے اونکی جو اولاد تھی صرف وہی رسولؐ کی یادگار رہگئی تھی (تاریخ خلفائے محمدؐ از ایرونگ صفحہ ۱۶۵)

(۲۲) مسٹر ٹاٹیلر کی رائے | آنریبل مسٹر ٹاٹیلر اپنی کتاب جنرل ہسٹری میں لکھتے ہیں "محمدؐ نے خود ہی اپنے داماد علی کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا تھا لیکن آپ کے خسر ابوبکر نے لوگوں کو اپنی سازش میں لیکر خلافۃ پر قبضہ کر لیا (ایلیمنٹس آف جنرل ہسٹری از آنریبل مسٹر ٹاٹیلر مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۲۲۹)

(۲۳) **انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کی رائے** رسولؐ کے بعد اسلام کی افسری کا دعوےٰ علیؑ کو سب سے زیادہ مناسب معلوم ہوتا تھا (انسائکلوپیڈیا برٹانیکا منقول از تاریخ اسلام ماسٹر ذاکر حسین صاحب دہلوی جلد ۳ صـ۲۶)

(۲۴) **مسٹر سڈیو کی رائے** اگر قرابت کیوجہ سے تخت نشینی کا اصول علیؑ کے موافق مانا جاتا تو وہ برباد کن جھگڑے پیدا ہی نہیں ہوتے جنھوں نے اسلام کو مسلمانوں کے خون میں ڈبو دیا (اسپرٹ آف اسلام از مسٹر سڈیو مورخ فرانس مورخ از تاریخ اسلام جلد ۳ صـ۲۶)

(۲۵) **ایک اور رائے** علیؑ ۶۵۵ء میں تخت خلافہ پر بٹھائے گئے جو حقیقت کے لحاظ سے ۲۰ سال قبل رسولؐ کی رحلت کے بعد ملنا چاہئیے تھا (برٹ سے ف ہرٹس او۔ ہی از تاریخ اسلام جلد ۳ صـ۲۶)

(۲۶) **مسٹر گبن کی ایک اور رائے** مسٹر گبن لکھتا ہے کہ "اگرچہ قاتل دروازہ پر نگہبانی کر رہے تھے مگر وہ دھوکے میں آکر علیؑ کو محمدؐ سمجھے ہوئے تھے جو رسولؐ کے بستر پر اُنکی سبز چادر اوڑھے سو رہے تھے ... صرف خاندان قریش ہی کے لوگوں نے اس نوجوان ہیرو (علیؑ) کے اس اعلےٰ درجہ کے کام کو جس سے ثابت ہو گیا کہ اُسکے دلیل پنے چچا زاد بھائی کی کس درجہ قدر و منزلت ہے قابل قدر خیال نہیں کیا بلکہ خود اُسکے چند اشعار جو ابتک مشہور ہیں اُس قوی یقین کی جو اسکو اپنے مذہب پر تھا اور نیز اُس فکر و تردد کی جو اُس کو اپنے مذہب پر تھا اور نیز اُس فکر و تردد کی جو اسکو اپنے چچا زاد بھائی کے باب میں تھا ایک دلچسپ تصویر ہیں" (منقول از اعجاز التنزیل صـ۸۸)

(۲۷) **ایک جج ہائی کورٹ بمبئی کی رائے** جناب مقدس مرتضوی کے فضائل و کمالات کا اعتراف نہ صرف اُنکے کفش بردار مومنوں اور مسلمانوں ہی کو ہے بلکہ مخالفوں اور غیر مذہب والوں نے بھی بڑے شد و مد سے اس کا اعتراف کیا ہے دیکھو ہائیکورٹ بمبئی کے فاضل جج جسٹس مسٹر آرنو لڈ نے ایڈوکیٹ جنرل بنام محمد حسین خوجہ کے مشہور مقدمہ میں جو ایک نہایت عالمانہ فیصلہ لکھا تھا اُس میں یہ لکھا ہے "الغرض علی کی شہادت سے سب مسلمانوں میں ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا علی کو سب لوگ دل سے دوست رکھتے تھے اور وہ اسی قابل تھے "اُس زمانہ میں بھی جبکہ شجاعان عرب شہرۂ آفاق تھے ضیغم آل ابوطالب اسد اللہ الغالب اُنکا لقب تھا اور اُنکو اشجع العرب

کہتے تھے۔ شجاعۃ حکمۃ ہمۃ عدالۃ سخاوۃ۔ زہد اور تقوے میں علیؑ کا عدیل و نظیر تاریخ
عالم میں کم نظر آتا ہے (ماخوذ از لا رپورٹ بمبئی جلد دوازدہم منقول از اعجاز التنزیل صفحہ ۱۶۶)

(۲۸) مسٹر ڈیون پورٹ کی رائے۔ مسٹر موصوف اپنی انگریزی کتاب خلافت میں لکھتے
ہیں "ان دونوں فرقوں سنی اور شیعہ میں سے ایک نے اُن کے عم زاد بھائی اور داماد علیؑ
سے جیسا کہ مقتضائے مزید انصاف اور حمیت ہے تولا رکھی۔ بایں نظر کہ آنحضرتؐ
اُن سے ہمیشہ محبت و الفت علانیہ رکھتے تھے اور چند مرتبہ انکو اپنا جانشین بھی ظاہر
کیا تھا علی الخصوص دو موقعوں پر (۱) ایک جب آنحضرتؐ نے اپنے گھر میں بنی ہاشم کی
دعوۃ کی تھی اور علیؑ نے باوصف تمسخر و توہین کفار اپنا ایمان لانا ظاہر کیا حضرت
نے اپنی باہیں اس جوان کے گلے میں ڈال کر چھاتی سے لگا کے بہ آواز بلند کہا:۔
"دیکھو میرے بھائی۔ میرے وصی۔ میرے خلیفہ کو" اور (۲) دوسرے جب آنحضرتؐ نے اپنے
انتقال سے چند ماہ پیشتر خطبہ پڑھا تھا بحکم خدا جسکو جبرئیل آنحضرتؐ کے پاس
لائے تھے اور یوں کہا تھا کہ اے پیغمبر میں خدا کی طرف سے آپ پر صلوۃ و رحمۃ لایا ہوں
اور اس کا حکم آپ کے پیروؤں کے نام جس کو آپ بغیر تاخیر کے سنا دیجیے اور شریروں
سے کوئی خوف نہ کیجیے اس واسطے کہ وہ خدا تو آتا ہے اور آپکو لوگوں سے بچائیگا بموجب
اس حکم کے آنحضرتؐ نے انس سے کہا کہ لوگوں کو جمع کرے جسمیں آنحضرت کے پیرو اور یہودی اور
نصرانی اور مختلف باشندے بھی حاضر ہوں۔ یہ جمعیت ایک گاؤں کے پاس جمع ہوئی جسے
غدیر خم کہتے ہیں جو نواح شہر جحفہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ پہلے اس مقام کو
کل موانع سے صاف کیا گیا اور ۱۰ اپریل سنہ ۶۳۲ء کو وہ حضرت ایک بلند منبر پر گئے
جو وہاں اُن کے لئے نصب کیا گیا تھا اور جب کہ ہزاروں حاضرین نہایت توجہ سے
سنتے تھے ایک خطبہ حضرت نے بڑی شان و شوکت اور فصاحت و بلاغۃ سے پڑھا جس کا
خلاصہ یہ ہے۔ تمام حمد و ثنا اس یکتا خدا کو ہے جسکو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اُس کا علم گذشتہ
و حال و آئندہ پر شامل ہے اور اس کو نہایت پوشیدہ اسرار آدمیوں کے معلوم ہیں۔
اس واسطے کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔ اگرچہ وہ بے قیاس بعید ہے تاہم ہم سے
قریب ہے۔ یہی وہ ہے کہ جس نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے پیدا
کیا۔ وہی ایک غیر فانی ہے اور جو کچھ کہ ہے سب اُسکی قدرت و اختیار کے تابع ہے
مگر اوسکی رحمۃ و فضل سب کو شامل ہے جو کچھ اُس سے سرزد ہوتا ہے اُس میں مصلحت ہوتی

سنہ ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری کو ۱۲

عقاب میں تاخیر کرتا ہے اُس کا سزا دینا بھی رحمۃ سے خالی نہیں ہے اُسکی ذات کا
بھید ممکنات کو معلوم نہیں ہے اور یہ ہمیشہ مجہول ہی رہیگا۔ آفتاب ماہتاب اور
باقی اجرام سماوی اُسی کے حکم سے اپنی راہ پر جو اُسی نے مقرر کردی ہے چلتے ہیں
امابعد اے لوگو! میں صرف بندۂ محکوم ہوں اور مجھکو حق تعالےٰ کا حکم ہوا ہے
اور میں اُسکی تعمیل میں سر نیاز بکمال خضوع و ادب جھکاتا ہوں۔ تین دفعہ جبرائیل میرے
اوپر نازل ہوئے اور تینوں دفعہ اُنھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سب پیروؤں سے خواہ وہ گورے
ہوں خواہ کالے یہ ظاہر کروں کہ علی میرے خلیفہ اور وصی اور امام ہیں اور میرے گوشت و
خون ہیں اور میرے ایسے ہیں جیسے ہارون موسیٰ کے تھے اور بعد میری وفات کے وہ
تمہارے ہادی ہونگے اور جب میں اس دنیا سے رحلت کروں تو میرے پیروؤں کو اُنکی
فرماں برداری ایسی کرنی چاہیے جیسی میری فرماں برداری کرتے تھے جب کہ میں تم میں تھا۔
جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی۔ اے دوستو! یہ خدا کے
احکام ہیں۔ علیؑ نے مجھ سے سیکھے ہیں۔ سب حیاں جو وقتاً فوقتاً مجھ پر آئی ہیں۔ جو
اس حکم کو نہ مانیگا اللہ کی دائمی لعنت اُسکے سر پر ضرور رہیگی جو علی کا حکم نہ بجالائیگا۔
خدا نے قرآن کے ہر سورہ میں علی کی تعریف کی ہے۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ علی میرے
چچا کے بیٹے اور میرے گوشت و خون ہیں اور خدا نے اُنکو نہایت نادر خوبیاں
عنایت کی ہیں۔ علیؑ کے بعد اُنکے بیٹے حسنؑ و حسینؑ اور اونکے جانشین ہونگے۔
اس خطبہ کے تمام ہونے پر ابوبکر۔ عمر۔ عثمان ابو سفیان اور دوسرے لوگوں نے علیؑ کے
ہاتھ چومے اور اُنکو جانشین آنحضرت ہونے کی مبارکباد دی اور اقرار کیا کہ اُنکے
تمام احکام کو سچے طور سے بجالائینگے ۶۳۲ء میں صرف تین دن قبل اپنے انتقال
کے آنحضرتؐ نے پھر اپنے تابعین کو... قسم ان عقیدوں کی مزید تاکید اس بات پر دی کہ
آپکی آل سے زیادہ تر خاصکر کے ہمیشہ محبت رکھیں اور اُنکی عزت و توقیر کریں۔ بڑے شدومد
سے یوں فرمایا جو مجھکو مولا مانتا ہو وہ علی کو بھی اپنا مولا سمجھے۔ اللہ تائید کرے اُنکی جو
دوستی رکھتے ہیں علیؑ سے اور غضب کرے اُن پر جو اُنکے دشمن ہیں۔ ایسے مکرر اور
مصرح بیانات سے جو خود رسول کے لبوں سے ہوئے تھے ایک وقت تک تو شک و
شبہ امر خلافت سے دور رہا مگر آخر میں سب کو مایوسی ہوئی کہ بی بی عائشہ ابوبکر کی بیٹی
اور آنحضرت کی زوجہ دوم نے کچھ اپنے ساز و باز کر کے اپنے باپ کو پہلا خلیفہ لوگوں
سے مقرر کروالیا۔ ملک الموت کے انتظار میں آنحضرت کا عائشہ کے حجرہ میں جانا

خواہ آپکی مرضی سے ہوا ہو یا بی بی عائشہ کے حکم سے خاصکر انکے مفید مطلب ہوگئی کہ آنحضرت کا حکم در بارہ خلافتہ علیؑ کے لوگوں کے کانوں تک پہونچنے پائے پس علی العموم یہ سمجھا گیا کہ رسولؐ نے بغیر اپنے جانشین کے متعلق آخری وصیت کئے انتقال کیا اور اس طرح یہ بات ہوئی کہ تین خلیفوں نے پیہم رواج کیا قبل اسکے کہ علیؑ اپنے حق کو پہنچیں جسکے وہ اس قدر مستحق تھے۔ نہ صرف بلحاظ قرابت و زوجیت فاطمہؑ دختر رسولؐ کے بلکہ نیز بلحاظ اُن بے شمار اور بڑی خدمتوں کے جو اُنھوں نے مذہب اسلام کی کیں۔ یہ بھی یقین ہے کہ شاید بی بی عائشہ کی اس تدبیر کے باعثوں میں سے ایک خدمتہ فرزندی ہو کر اپنے باپ کے خلیفہ ہونے میں اعانت کی مگر بے شک و شبہ نہایت قوی باعث اس کا بغض و کینہ دیرینہ علیؑ کی طرف سے تھا جس کا سبب معاملہ افک تھا۔۔۔ اسمیں علیؑ کی یہ رائے کہ بی بی عائشہ کی تحقیقات کی جائے اس کو وہ کبھی نہ بھولیں اور کبھی در گزر نہ کی ہمیشہ اسکے بدلہ میں علیؑ کو ستایا کیں اور ایسا انتقام لیا کہ مثل اسکے کسی نے نہ لیا ہوگا۔

اس کے بعد ڈیون پورٹ سقیفہ میں حضرت ابوبکر کے خلیفہ بننے کی روایت اور حضرت عمر کے حضرت فاطمہ کا گھر پھونکنے کی دھمکی کا حال لکھکر کہتا ہے کہ "عمر کے اس طرح جری بلکہ بے محابہ کردار کا باعث بے شک یہ خیال ہوا کہ ابوبکر چونکہ سن رسیدہ ہیں تو وہ بعد رسول کے غالباً بہت دن زندہ نہیں رہیں گے انھوں نے امید کی کہ ٹھیک ترکیب سے وہ خود ابوبکر کے خلیفہ ہو جا سکتے ہیں بشرطیکہ علیؑ کو خارج کر سکیں کہ وہی ایک مد مقابل تھے جن سے ان کو کسی وجہ سے خوف کرنا پڑتا تھا" (منقول از تاریخ اسلام جلد ۳ صفحہ ۲۵)

الحمد للہ کہ اس مبارک رسالہ کا پہلا حصہ تمام ہوا جسکے مضامین انگریزی زیادہ تر جناب ماسٹر ذاکر حسین صاحب دہلوی دام مجدہم نے مرحمت فرمایا تھا ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ فقط

نہج البلاغہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبوں کا مجموعہ۔ اس کتاب میں حضرت کے وہ زبردست خطبے اردو ترجمہ اور بہت محققانہ نیز مفصل شرح کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ جن کی فصاحت و بلاغت و معرفت کے متعلق علماء اہل سنت نے لکھ دیا ہے کہ یہ سب انسانی طاقت سے بالا ہیں۔ ابھی صرف ۳۶۰ صفحہ تک یہ کتاب چھپی ہے اس کو منگا کر سر آنکھوں سے لگائیے اور پڑھ کر نور ایمان بڑھائیے۔ قیمت صرف موجودہ حصہ کی عہ/

الوصی اس رسالہ میں کتبِ اہل سنت سے ثابت کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے جناب امیرؑ کو اپنی زندگی ہی میں اپنا وصی اور خلیفہ بلافصل مقرر کر کے بار بار اعلان کر دیا تھا۔ اس کتاب کا ہر شیعہ کے پاس رہنا نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۸/

الولی مشہور عالم اہل سنت مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر نے جناب مولانا سید فرمان علی صاحب مرحوم مدرس اعلےٰ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ و مترجم قرآن مجید سے جو مشہور مناظرہ کیا تھا اور جس میں مولانا مرحوم نے حضرت امیر المومنینؑ کی خلافت بلافصل کو آیہ انما ولیکم اللہ سے نہایت تحقیق سے ثابت کر دیا تھا جسکا جواب قیامت تک نہیں ہوسکتا وہ پورا مناظرہ اس رسالہ میں درج کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کیلئے ایک نعمت عظمیٰ اور شیعوں کے لئے ان کی حقیت ثابت کرنیکا زبردست آلہ ہے۔ ۱۴/

مناظرہ امجدیہ ضلع سلہٹ میں معویہ کے متعلق حضرت حجۃ الاسلام مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ طاب ثراہ اور علماء اہل سنت میں جو زبردست مناظرہ بہت دنوں تک ہوتا رہا اور کل علماء اہل سنت کو اس میں شکست فاش ہوئی وہ سب اس ضخیم کتاب میں قابل دید ہے معویہ کے حالات میں ایسی جامع اور محققانہ کتاب شاید ہی ہوسکے۔ عہ/

المشتہر:۔ منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

اردو تفسیر قرآن

خدا کے فضل و کرم سے اُردو زبان میں شیعوں کی ہر قسم کی مذہبی کتابیں بہت کثرت سے شایع ہوتی رہتی ہیں۔ مناظرہ میں بھی۔ عقاید میں بھی۔ تاریخ میں بھی۔ فضائل و معائب ائمہ معصومین ع بھی مگر اب تک کوئی ایسی تفسیر نہیں ہوئی جو مخالفین کی کتابوں کے حوالوں سے لکھی گئی ہو اور جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہو کہ بمقابلہ دوسرے مذہبوں کے شیعہ ہی حق پر ہیں۔ ایسی جامع مفصل اور محققانہ اردو تفسیر قرآن کے شائع کرنے کی ضرورت بہت دنوں سے محسوس ہو رہی ہے۔ اب دائرۂ تحقیق کھجوا کی فرمائش پر محض خدا کے فضل و کرم سے ایک عالم متبحر اور مجتہد جلیل نے ایسی تفسیر لکھنے کا عظیم الشان کام شروع کر دیا ہے جس میں دکھایا ہے کہ دنیا کے کل مذاہب میں مذہب اسلام ہی بہترین دین ہے اور اسلام کے ۷۳ فرقوں میں مذہب شیعہ ہی حق اور مقبول خدا و رسول ہے۔ اس تفسیر میں ہر بات کا ثبوت مخالفین کی کتابوں سے ان کی جلد۔ صفحہ اور مقام طبع کی تصریح کے ساتھ دیا جا رہا ہے اور اس کی پوری کوشش ہو رہی ہے کہ اس زمانہ میں جس شان اور اہمیت کی اردو تفسیر ہونی چاہیئے اس سے بہتر ہی ہو جائے تاکہ دہرئین۔ لامذہب۔ ملحدین بھی مذہب کی ضرورت کو سمجھ لیں۔ پھر یہ اور دوسرے مذاہب مثلاً یہود۔ نصاری۔ ہنود۔ آریہ بھی مذہب اسلام کی خوبیوں کو مان لیں اور اہل سنت کے کل فرقے بھی مذہب شیعہ کی حقیت کا اعتراف کریں۔ اگر آپ کو اس تفسیر کی خواہش ہے تو جلد اپنا نام درج رجسٹر خریداران کرائیں تاکہ اس کا پہلا حصہ شایع ہونے پر فوراً آپ کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ جو حضرات دائرۂ تحقیق کھجوا کو عہ سالانہ دیتے ہیں وہ اس قومی علمی ادارہ کے ممبر۔ اور جو للعہ ۵ سالانہ دیتے ہیں وہ اسکے رکن اور جو سو روپیہ سالانہ دیتے ہیں وہ اسکے سرپرست سمجھے جاتے ہیں ان کل حضرات کو دائرۂ تحقیق کی کل کتابیں مفت روانہ کی جاتی ہیں۔ المشتہر۔ مدیر دائرۂ تحقیق کھجوا (صوبہ بہار)

رہبر راہ نجات ۴۔ پوسٹ کارڈ کے برابر اس ۴۸ صفحہ کے رسالہ میں ایران و عراق و شام کا مفصل سفرنامہ لکھا گیا ہے اور ہر جگہ کے سفر کی ضروری ہدایتیں جمع کر دی گئی ہیں۔ زیارت خراسان و کربلا و شام کے جانے والوں کے لئے پورے رہبر کا کام دیتا ہے ۲/۔ المشتہر منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

سید محمد جعفر پرنٹر